118686 ـ كيا حكمران كے كسى وقت كوئى حد معطل كرنى جائز ہے ؟

سوال

كيا كسى حكمران كے ليے كسى وقت كوئى حدد معطل كرنى جائز ہے، جس طرح عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے عام الرمادہ ميں چورى كى حد ساقط كر دى تھى ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

" مسلمانوں پر واجب ہے كہ وہ اللہ تعالى كى فرض كردہ حدود قائم كريں، جس طرح امير المومنين عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ نے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے منبر پر خطبہ كے دوران شادى شدہ زانى كو رجم كرنے كا ذكر كرتے ہوئے فرمايا:

ان كا كہنا تھا:

" مجھے خدشہ ہے كہ لوگ ايك لمبا وقت گزرنے پر كہنے لگيں: ہم تو كتاب اللہ ميں رجم نہيں پاتے؛ تو اللہ تعالى كا نازل كردہ فرض ترك كرنے كى وجہ سے وہ گمراہ ہو جائينگے "

چنانچہ انہوں نے بيان كيا كہ يہ ايك فريضہ ہے، اور بلاشك و شبہ يہ فرض ہى ہے، اس ليے كہ اللہ سبحانہ و تعالى نے اس كا حكم ديتے ہوئے فرمايا ہے:

اور چورى كرنے والے مرد اور چورى كرنے والى عورت دونوں كے ہاتھ كاٹ دو المآئدة (38).

اور ايك مقام پر فرمان بارى تعالى ہے:

زانى عورت اور زانى مرد دونوں ميں سے ہر ايك كو سو كوڑے مارو، ان پر اللہ كى شريعت كى حد جارى كرتے ہوئے تمہيں ہرگز ترس نہ كھانا چاہيے النور (2).

اور ايك مقام پر ارشاد ربانى كچھ اس طرح ہے:

جو اللہ تعالى سے اور اس كے رسول سے لڑيں اور زمين ميں فساد كرتے پھريں ان كى سزا يہى ہے كہ وہ قتل كر ديئے جائيں، يا سولى چڑھا ديئے جائيں، يا مخالف جانب سے ان كے ہاتھ پاؤں كاٹ ديئے جائيں، يا انہيں جلاوطن كر

دیا جائے، یہ تو ان کی دنیوی ذلت اور خواری ہے المآئدۃ (33).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم سے پہلے اسی لیے ہلاك کر دیئے گئے کہ جب ان میں کوئی شرف و مرتبہ والا چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے، اور جب ان میں سے کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ضرور ہاتھ کاٹ دیتا "

کسی بھی حالت میں ان حدود اللہ کو معطل کرنا جائز نہیں، اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے جو مروی ہے کہ انہوں نے قحط سالی اور بھوك کے سال حد ساقط کر دی تھی، تو یہ دو چیزوں کی محتاج ہے:

اول:

اس کا صحیح ثبوت ملنا: جو شخص اس کا دعوی کرتا ہے ہم اسے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسے صحیح سند کے ساتھ امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ تك ثابت کرے.

دوم:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے شبہ قائم ہونے کی وجہ سے حد ختم کی تھی، کیونکہ لوگ قحط اور بھوك میں تھے، کیونکہ بعض اوقات انسان ضرورت کی بنا پر چیز لیتا ہے، نہ کہ اس سے سیر ہونے کے لیے بغیر ضرورت ہی.

اور یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں کے لیے کھانے پر مجبور اور بھوکے شخص کو کھانا کھلانا واجب ہے؛ تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خدشہ پیدا ہوا کہ ہو سکتا ہے اس چور کو کھانے کی ضرورت تھی اور اسے اس سے روك دیا گیا، تو اسے چوری کی فرصت ملی تو اس نے چوری کر لی، اور پھر اگر ان کی طرف یہ منسوب اثر صحیح ہو کہ انہوں نے عام المجاعۃ والے سال چوری کی حد ساقط یا ختم کی تھی تو یہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے لائق ہے.

رہا ہمارے آج کے دور کے حکمرانوں کا مسئلہ تو ان کے دین کے متعلق وثوق نہیں، یعنی ان میں سے ا کثر کے دین کا بھروسہ اور وثوق نہیں کا جا سکتا، اور نہ ہی رعایا کے لیے نصیحت و خیر خواہی کا وثوق ہے.

اور اگر یہ دروازہ کھول دیا گیا تو یہ حکمران - میری مراد بعض حکمران ہیں - کہنے لگیں گے: اس دور میں حد جاری کرنا مناسب نہیں؛ کیونکہ ہمارے دشمن کفار ہم پر تہمت لگاتے ہیں کہ ہم بےوقوف اور بےکار اور وحشی ہیں.

اور ہم حقوق انسانی کا خیال کرنے سے ڈرتے ہیں جن کا دھیان رکھنا ضروری ہے؛ پھر وہ اس بہانے سے ساری حدیں ہی ختم کر دیگا، جیسا کہ افسوس کے ساتھ بہت سارے مسلمان ملکوں میں پایا جاتا ہے؛ کہ انہوں نے اللہ

کےدشمنوں کا خیال کرتے ہوئے حدود اللہ کو معطل کر دیا ہے.

اسی لیے جب حدود معطل کر دی گئیں تو جرائم زیادہ ہو گئے، اور لوگ ۔ حتی کہ جن حکمرانوں نے اس مسئلہ میں کفار کی پیروی کی تھی ۔ وہ پریشان ہو گئے کہ اس طرح کے جرائم میں وہ کیا کریں " انتہی.

فضيلة الشيخ محمد بن عثيمين رحمہ اللہ.

دیکھیں: فتاوی علماء البلد الحرام (483 ـ 484).

اس کا بیان یہ ہے کہ:

چور پر چوری کی حد لگانے کی شروط میں شامل ہے کہ: چور کو مسروقہ مال میں کوئی شبہ نہ ہو، عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس لیے حد جاری نہیں کی تھی کیونکہ اس کے وجوب کی شروط متوفر نہ تھیں، اور جو شخص بھوك اور قحط کے وقت چوری کرتا ہے اسے اس مال میں شبہ ہے تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے چور پر حد واجب ہونے کے بعد ساقط یا معطل نہیں کی تھی.

واللہ اعلم .